تفصیلات

سورۃ البقرۃ

مؤلف

قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

جملہ حقوق اشاعت بحق مؤلف محفوظ

تفصیلات طباعت

نام کتابچہ	تفصیلات سورۃ البقرہ
مؤلف	محمد ارشاد علی مولوی عالم (نظامیہ)
صفحات	۳۲
اشاعت	نومبر ۱۹۹۱
قیمت	مفت
اہتمام	صاحبزادہ محمد طاہر علی
ای میل	islahitohfa@gmail.com

مزید موضوعات

https://islahitohfa.com

ISLAHI TOHFA

تنبیہ

اس کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ یہ دستاویز ایک آن لائن کتاب ہے، اس کتاب کو خصوصی طور پر انٹرنیٹ کے ذریعہ مفت فراہم کرنے کے لئے فارمیٹ اور ڈیزائن کیا گیا ہے۔اس کتاب کو اسی شکل میں بغیر کسی تبدیلی کے، اس کی تقسیم، طباعت، فوٹو کاپی اور الیکٹرونک ذرائع کے ذریعہ اس کی تقسیم اور اس کے مواد کو پھیلانے کی اجازت دیتا ہے۔اس شرط کے ساتھ کہ اس سے مالی طور پر نفع حاصل نہ کی جائے۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

تفصیلات سورۃ البقرہ

قرآن مجید کی ہر سورت میں اس قدر وسیع مضامین بیان ہوے ہیں کہ ان مضامین کے اعتبار سے کسی سورت کیلیئے کوئی جامع عنوان کا تجویز کرنا مشکل ہے۔اس لئے رسول اکرم محمد ﷺ کی رہنمائی سے قرآن کی بیشتر سورتوں کیلیئے عنوانات نام تجویز کیے گئے ہیں جو محض علامت کا کام دیتے ہیں، اس لحاظ سے سورہ بقرہ اگر کہا جائے تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ سورت میں گائے کے مسئلے پر بحث کیگئی ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سورت جس میں گائے کا ذکر آیا ہے۔

سورہ بقرہ قرآن کی سب سے بڑی سورت ہے جس میں ۴۰ رکوع اور ۲۸۶ آیات ہیں۔ قرآن کی سب سے بڑی آیت اس میں ہے اور قرآن مجید کی سَیِّدُ آیت (آیت الکرسی ۲۵۵)اسی میں ہے۔ سورۃ البقرہ میں بہت سے احکام ہیں، بہت سی باتوں سے منع کیا گیا ہے اور بہت ساری حکمتیں ہیں اور بہت سی خبریں اور بہت سے قصّے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروق نے سورہ البقرہ کو تفسیر کے ساتھ پڑھا تو اُس کی تعلیم میں ۱۲ سال خرچ ہوئے اور آپ کے فرزند نے ۸ سال میں اس کو پڑھا۔ سورۃ الفاتحہ کا آخری مضمون الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی طلب پر تھا اس کے

جواب میں سورہ البقرہ میں ذَٰلِكَ الْكِتَابُ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ صراطِ مستقیم اس کتاب میں ہے۔ جیسا کہ مولانا عبداللہ یوسف علی نے لکھا ہے۔

As the opening sura sums up in seven beautiful verses the essence of the Quran, so this sura (AlBakarah) sums up 286 verses, the whole teaching of the Quran. It is a closely reasoned argument.

سورہ البقرہ میں اول ایمان کے بنیادی اصول یعنی توحید، رسالت، آخرت ،ابتدا میں اجمالًا اور آخر میں مُفَصَّلًا بیان کیے گئے ہیں اور درمیان میں ہر شعبہ زندگی یعنی عبارت، معاملات، معاشرت، اخلاق، اصلاح ظاہر، اصلاح باطن (اخلاص) کے متعلق ہدایات کے بنیادی اصول اور دیگر ضمنی جزئیات بیان ہوئے ہیں۔ قرآن میں ہر سورت کو سمجھنے کیلئے زمانہ نزول (وقت نزول) اور شان نزول (حالت بہ وقت نزول) کے جان لینے سے سورت کے مضامین کو سمجھنے میں بڑی حد تک مدد ملتی ہے۔ اِس پر اگر آیات کا ایک دوسرے سے ربط بھی سمجھا دیا جائے تو حقیقی مُدّعا کو بھی قاری پا لیتا ہے۔ ہجرت کے بعد یہ سورت مدینہ میں پہلے نازل ہوی۔ مدینہ میں رسول ﷺ کے مخاطب اہل کتاب یہودی تھے جو مدینہ کے متصل آباد تھے۔ یہ لوگ توحید، رسالت و آخرت وغیرہ پر برائے نام ایمان رکھتے تھے۔ حضرت موسٰی علیہ السلام کو گزرے ہوئے تقریباً

۱۹۰۰ سال گزر چکے تھے (وفات ۱۲۷۰ ق۔م) اور عیسٰی علیہ السلام کو گزرے ہوئے کوئی ۶۰۰ سال ہو چکے تھے۔ اسکی وجہ سے بھی وہ اصل دین سے کافی دور ہو چکے تھے۔ دین کی حقیقی روح اُن میں سے نکل چکی تھی۔ اُن کے علماء ، مشائخ و سردارِن قوم اور عوام سب کے سب اعتقادی، اخلاقی اور اعمالی بگاڑ میں مبتلا ہو چکے تھے۔ ان کی روز مرّہ زندگی میں اکثر ایسے رسوم اور طریقے رواج پا گئے تھے جنکی کوئی سند توراۃ اور انجیل میں نہیں تھی۔ وہ لوگ خدا کے کلام کو وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق ہزاروں مرتبہ مسخ کر چکے تھے۔ اُن کے پاس بدعات وروایات وتوہمات، خدافراموشی، دنیا پرستی، خود فروشی، فرقہ بندی کے سوا کچھ نہ تھا۔ رسمی دینداری کو حقیقی دینداری اور بگاڑ کو سدھار سمجھے ہوئے تھے۔ اہل مدینہ کی نظر میں اِن خرابیوں کے باوجود با عزت تھے۔ کیوں کی وہ لوگ اہل کتاب تھے اور یہ لوگ مشرک وہ لوگ دولت مند تھے اور یہ لوگ غریب اور وہ لوگ پڑھے لکھے سمجھے جاتے تھے یہ لوگ اَن پڑھ۔

رکوع ۱-۱۵ تک : مذکورہ حالات میں حضور اکرم ﷺ

بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۲ ستمبر ۶۲۲ء ، ۸ ربیع الاول ۱۴ نبوی ہجرت فرمائے۔ پھر آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اہل مدینہ اور بنی اسرائیل کو اصل دین کی دعوت دیں۔ چنانچہ ۱۵ویں رکوع کے ختم تک یہودیوں کی

تاریخ اِن کے اخلاقی و مذہبی حالات پر تنقید کیگئی ہے۔ ان کی علمی اور عملی کمزوریوں کو بتا دیا گیا ہے اور پہلو بہ پہلو حقیقت دین کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ اسکے بنیادی اصول کیا ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اصل اہمیت کن باتوں کی ہے۔

رکوع ۱۶ - ۴۰ تک : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام اجمعین سب کے سب مہاجرین کی حیثیت سے تھے۔ اپنے وطن میں مشرکین سے سابقہ تھا جہاں ۱۳ سال (۲۱۰؁ء سے ۶۲۳؁ء) تک اصول دین کی تبلیغ اور ایمان لانے والوں کی اخلاقی تربیت فرماتے رہے۔ جب مدینہ پہنچے تو عرب کے مختلف قبائل کے لوگ جو ایمان لا چکے ایک جگہ جمع ہونے لگے۔ جس سے ایک جماعت کی کیفیت پیدا ہو گئی اور انصارِ مدینہ کی وجہ سے اور ان کی امانت سے ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست کی بنیاد پڑ گئی تھی ایسے میں یہ بھی ضروری ہو گیا تھا کہ مؤمنین کی ہر اعتبار سے اصلاح کی جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمدن معاشرت، معیشت، قانون اور سیاست کے متعلق بھی اصولی ہدایات دیئے۔ اور بتلا دیا کہ اسلام کی بنیاد کیا ہے؟ اسلامی نظام زندگی کیا ہے؟ مسلم کیا ہے اور اسلام کے تقاضے کیا ہیں؟ کلمہ توحید کے تقاضے کیا ہیں؟

ISLAHI TOHFA

مہاجرانہ زندگی، دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور مخالفتوں کا مقابلہ۔ ایک طرف مسلمانوں کی چھوٹی سی بستی جو مدینہ میں تھی اس کے مقابل سارا عرب (مشرکین) یہود اور منافقین بر سر پیکار تھے۔ ان کا پکا ارادہ تھا کہ مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے۔ ان حالات میں مسلمانوں کیلئے حسب ذیل امور پر عمل در آمد ضروری تھا۔

۱. اہل کتاب اور مشرکین کی مخالفت کے باوجود اُن کی رسمی مذہبیت اور باطل پرستی کو واضح طور پر لوگوں کے روبرو بیان کیا جائے تا کہ سننے والے، اسلام کی حق پرستی اور موجودہ باطل پرستی کے درمیان فرق کر سکیں۔

۲. دین اسلام کی اشاعت کے خاطر ممکنہ کوشش جان و مال کی کریں تا کہ لوگ اس کو زیادہ سے زیادہ اس کو قبول کریں۔

۳. مھاجرانہ زندگی کے ساتھ فقَر و فاقَہ ایک طرف تھا تو دوسری سارا ماحول جانی دشمن ہو گیا تھا، دن رات بے امنی اور بے اطمنانی اور خطرات سے دوچار تھے۔ ایسے میں صبر و استقلال اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنا ضروری تھا۔

۴. دعوت دین کے مقابل جو بھی ہستی آجائے اسکا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہیں اور کبھی یہ نہ دیکھیں کہ مخالفین کی قلّت ہے یا کثرت، مادی طاقت میں وسعت ہے یا تنگی۔

۵. اگر اہل مدینہ اور اسکے اطراف و اکناف کے لوگ اور اہل عرب بھی اس نئے نظام یعنی دین اسلام کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں تو ویسی صورت میں بھی باطل کو مٹانیکے لیے تیار رہیں۔

چنانچہ ان پانچوں امور کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پوری سورت میں دیگر احکام کے پہلو بہ پہلو ابتدائی ہدایت اور ترغیبات دیئے ہیں۔

دشمن، دوست کے لباس میں- یہ مدینہ کی فضاء میں اسلام دشمنی کی کیفیت میں اضافہ کرنے والے لوگ تھے جنہیں منافق کہا جاتا ہے۔ بظاہر دوست تھے، خیر خواہ تھے مگر بد خواہ تھے۔ منافقین کئی اقسام پر مشتمل تھے۔ کچھ تو اسے تھے جو اسلام کے سخت مخالف مگر فتنہ و فساد برپا کرنیکے لیے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو جاتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو مسلمانوں کے دائرہ اقتدار میں گھر جانے سے اپنے مفاد کی سلامتی کے خاطر ایک طرف اپنے کو مسلمان بتلاتے اور دوسری طرف مخالفین اسلام سے ربط رکھتے دونوں طرف سے فائدہ اٹھانے ، اور دونوں طرف کے خطرات سے محفوظ رہتے اور کچھ منافق اسے تھے جو حالت کشمکش میں تھے کہ واقعی دین اسلام بر حق ہے یا نہیں؟ مگر اُن کے قبیلہ و خاندان کے لوگ یا گھر کے کچھ افراد مسلمان ہو چکے تھے اس لئے یہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گیے تھے۔ اور مان کچھ ایسے منافق بھی تھے جو اسلام قبول کر

چکے تھے لیکن جاہلیت کے رسوم، من چاہے طریقے، روایات اور توہمات کو چھوڑ کر اخلاقی پابندیاں قبول کرنے اور اصولی ذمہ داریوں کا بار اٹھانے کے لیے تیار نہیں تھے (جسے کہ آج کل اُمّت کی اکثریت ہے) چنانچہ اِن کے بارے میں بھی سورت میں اشارے ملیں گے گویا ایمان تو لائے تھے لیکن اسلام کو اختیار کرنے تیار نہیں تھے۔

رکوع ۱-۳ تک یعنی آیت ۱۔۲۹ تک آیت واری مضمون کا خلاصہ اشارۃً بیان کیا گیا ہے جو حسب ذیل ہے مگر آیت واری حقائق و کمالات کا چند لفظوں میں بیان مشکل ہے ایک کا خوب خیال رکھیں۔

مقصد قرآن - قرآن تمام کائنات کیلئے ہدایت ہے لیکن ہدایت کے تین درجے بتائے گئے ہیں۔

۱۔ ہدایت نوع انسانی کیلئے۔ ۲۔ ہدایت مومنین کیلئے۔ ۳۔ ہدایت مقربین خاص کیلئے۔ قرآن کریم میں مختلف مواقع میں کہیں ہدایت عامہ کا ذکر آیا ہے اور کہیں ہدایت خاصہ کا۔ چنانچہ اس سے خاطر خواہ عملہ فائدہ اٹھانے کو ہوتا ہے جن کے قلوب مندرجہ ذیل صفات سے متصف ہوں۔

ISLAHI TOHFA

آیت ۱---۵	۱. قران کا قاری بھلائی کا طالب اور بھلائی پر عمل کا خواہشمند ہو۔ دور اندیش۔ محتاط اور سلیقہ مند ہو۔ ۲. محسوسات و مشاہدات کی دنیا سے نکل کر غیب کے غیر محسوس حقائق کو نبی کے اقوال کے اعتماد پر دل و جان سے مان لے۔ ۳. دل سے مان کر اعضا و جوارح سے عملی اطاعت پر آمادہ رہے (یعنی ایمان کی ابتدا قلب سے ہو کر جسم تک پہنچے) ۴. عملی اطاعت کیسا تھ مالی اطاعت کے لیے تیار رہے۔ یعنی آدمی اگر تنگ دل، بخیل ہے تو اس قرآن سے اُس کو فائدہ نہ ہو گا بلکہ اپنے مال سے اللہ کا حق، بندوں کا حق مقررہ دینے کیلئے تیار رہے۔ ۵. پھر آدمی خدائی ہدایات کا اپنے کو محتاج بھی سمجھے۔ ان ہدایات کیلئے وحی، انبیاء وملائکہ کا ہونا بھی مان لے۔

ISLAHI TOHFA

٦. آدمی اپنے کو دنیا فانی میں ذمہ دار اور آخرت میں جوابدہ سمجھے اس کے خاطر قیامت کے قائم ہونے اور دوبارہ زندگی ، حساب و کتاب، سزا و جزاء، جنت اور دوزخ کا یقین رکھے۔ اور اپنی کامیابی کا دار و مدار آخرت کی کامیابی پر رکھے، دنیا کی کامیابی یا ناکامی کو معیار نہ بنائے۔	
ایسوں کا بیان جو اوپر کی ٦ شرطوں کو نہ مانے یا کسی ایک کا بھی انکار کر دے ان کو کافر کہتے ہیں پھر تبلیغ حق ایسوں کے حق میں بیکار ہے۔ گویا صفات متقین کے نہ رکھنے والے ہیں۔	آیت ٦---٧
انسانوں کی دو قسم مؤمن اور کافر کا بیان ہو چکا اب تیسری منافق کا بیان ہے یعنی بظاہر کلمہ گو اور اسلامی نام سے پکارے جانے والے لیکن دل سے اسلام کے خلاف کام کرنے والے، مسلمانوں کے مخالفین کی حمایت اور ہمدردی اور اُن کے قوت بازو بن کے رہنے والے لوگ۔	آیت ٨---٢٠

آیت ۲۱---۲۲	توحید کی دلیل اور شرک سے پرہیز کا مطالبہ۔
آیت ۲۳---۲۵	قرآن کے اعجاز سے، رسالت کا ثبوت اور مؤمنین کے لیے بشارت جنت۔
آیت ۲۶---۲۷	کافر نہ حقیقت کے طالب ہیں اور نہ صحیح بصیرت رکھتے ہیں۔
آیت ۲۸---۲۹	ظاہری انعامات اور احسانات پر ناشکری باعث تعجب ہے۔ جبکہ خبیر ہے، ساری مخلوق تمہارے لیے ہے اور تم اللہ کے لیے ہو جاؤ۔
آیت ۳۰---۳۹	معنوی نعمتوں کا ذکر یعنی اللہ تعالیٰ نے خمیر انسانی میں اپنے تمام صفات مقدسہ میں سے کچھ کچھ صفات اور خوبیاں ملا دیئے ہیں تا کہ وہ اللہ کا خلیفہ اور نائب زمین پر بن سکے، اِن صفات کے بغیر خلافت نا ممکن ہے۔ اونچے درجات کا حصول ناممکن ہے۔ شیطانی ترغیبات اور نفسیاتی خواہشات سے بچو، اگر اتباع خواہشات کی وجہ سے غلطی ہوی تو توبہ کر لو اور طبیعت کو ہماری شریعت کے تابع کرو۔
آیت ۴۰---۱۲۳	اب تک مشرکین و منافقین کا بیان پھر عمومی بیان اور خطاب تھا، اب یہاں سے نسل یعقوب علیہ السلام یعنی بنی اسرائیل سے مخاطبت ہے۔ درمیان میں کہیں کہیں

	عیسائیوں اور مشرکین کی طرف بھی کلام کا رخ ہے۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ اُن کے بلند مرتبے اُن کی فضیلت پھر اُن کی لغزشیں اور گناہوں کے باعث فضیلت کے چھین جانے کا بیان۔۔۔اِس کا مقصد یہ ہے کہ ایک طرف عوام الناس اور دوسری طرف عوام یہودی اس بات سے اچھی طرح واقف ہو جائیں کہ اُن میں کیا کیا کمزوریاں ہیں۔بنی اسرائیل کی جو درپردہ سازشیں اسلام کے خلاف ہو رہی تھی اُن سب کو رسول برحق پر ظاہر کیا جائے تیسری طرف مشرکین جو اہل کتاب سے متاثر تھے اُن کی آنکھیں کھل جائیں۔ چوتھے یہ کہ خود بنی اسرائیل اپنے کو بے نقاب دیکھ کر پست ہمت ہو جائیں۔ پانچویں کہ اُمّت موسوی کا یہ زوال، اُمّت محمدیہ کے لیے ایک عبرت ہو جائے اور وہ خود اُن اخلاقی کمزوریوں، مذہبی غلط فہمیوں اعتقادی اور عملی گمراہیوں سے بچ جائیں۔
آیت ۱۲۴---۱۵۲	اہل کتاب ابراہیم علیہ السلام کو پیشوا مانتے تھے، اُن کو بتایا جارہاہے کہ حقیقت میں ابراہیم علیہ السلام کا دین کیا تھااور خود ان لوگوں کا دین کیاہے؟ دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اور اگرفرق نہیں ہے اور یکسانیت ہے

	تو دین ابراہیمی اور شریعت محمدی میں ہے۔ ایسی صورت میں اگر اہل کتاب دین ابراہیمی پر حقیقتاً رہنا چاہتے ہیں تو دین اسلام کو قبول کر لیں اور اپنی طرف سے جھوٹے قصے گھڑ کر دین ابراہیم کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے۔ چنانچہ انہیں امامت سے معزول کیا گیا اور تبدیل اِمامت کے بعد تحویل قبیلہ کا بھی اعلان کر دیا گیا۔
آیت ۱۵۳---۱۵۷	نعمتوں کی قدر کرو نعمتوں کو من اللہ مان کر اس کے حکم کے مطابق استعمال کرو اور نافرمانی سے بچو، منصب امامت و خلافت کوئی پھولوں کا بستر نہیں ہے کہ امامت کے اس بستر پر امت محمدیہ لٹائی جا رہی ہے بلکہ یہ ایک عظیم الشان اور پر خطر خدمت ہے۔ جس کے ساتھ ہی مصائب کی بارش آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ طرح طرح کے نقصانات اٹھانے پڑیں گے، اس کے لیے صبر و ثبات ، عزم و استقلال کے ساتھ نماز کا باقاعدہ پڑھنا ضروری ہے۔ دین کی سرفرازی اور دین پر قائم رہنے کے دوران کچھ آزمائشیں ہوں گی۔ جیسے دشمن کا خوف، حق گوئی پر قید و بند، جلاوطنی، اسیری کا ڈر، خشک سالی ، قحط خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کی قلّت، اموال اور جائیداد کی تباہی، روزگار اور معاش

	میں کمی، یار و مددگار، عزیز و اقارب اور بھائی بندوں کا اللہ کی راہ میں کٹ جانا، اللہ اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں اپنے ساتھیوں کو فنا ہوتے دیکھنا وغیرہ۔
آیت ۱۵۸---۱۶۲	علماء یہود کا قصور یہ تھا کہ وہ حکومت کے ڈر سے اور عوام الناس کے ڈر سے اور کبھی دنیا پرستی کی وجہ سے وہ کتاب اللہ (تورات) کے علم کی اشاعت نہیں کرتے تھے جس کی وجہ سے دین عام نہ ہو سکا۔ اس کے برعکس ارباب مقتدر اور عوام الناس کو خوش کرنے کے خاطر دین میں تحریف کر کے پیش کیا۔ ایسے اعمال باطل سے مسلمان محفوظ رہیں۔ دین حق کو عام کریں، بخالت نہ کریں۔ اگر علماء یہود بھی اس عمل سے توبہ کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ مستحق عذاب ہے۔
آیت ۱۶۳---۱۶۷	اللہ کی الوہیت اور عظمت کو جاننے کے لیے انسان محسوسات اور مشاہدات کی دنیا میں غور و فکر کریں۔ خدائی کی صفات بندوں کے ساتھ منسوب کرنا شرک ہے۔ مؤمن کا کمال یہ ہے کہ وہ ہر محبت کو اللہ کی محبت کے تابع کر دے، پھر میدان حشر میں مشرکوں اور کافروں کے بے بسی بتلائی گئی۔
آیت ۱۶۸---۱۷۳	حلال و حرام کی تقسیم و تمیز وہی حق ہے جو اللہ نے کی ہے۔ بندوں کی طرف سے بے سند ہے اور یہ اتباع

	شیطان ہے۔ خدا کے قانون کی پیروی کرنی ہو تو بے سند باتوں کو چھوڑ دو، شریعت میں سب واضح ہے۔
آیت ۱۷۴---۱۷۶	احبار اور رہبان کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے احکام الٰہی کو عام نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس احکام الٰہی کو اپنی مرضی اور لوگوں کی خواہش کے مطابق بیان کیا۔ دین فروشی کے بدلے دوزخ میں جائیں گے۔
آیت ۱۷۷	اصل نیکی کچھ اور ہے اور مذہب کی چند ظاہرہ شکلوں اور رسموں اور چند مقررہ مذہبی اعمال کی انجام دہی حقیقی نیکی نہیں ہے بلکہ نیکی تو عقیدہ اور عمال کی اصلاح ہے جس کا بیان آگے آئے گا۔
آیت ۱۷۸---۱۷۹	جاہلیت کے ظالمانہ قوانین میں سے ایک قتل کا معاملہ ہے۔ قصاص میں زندگی ہے۔ قصاص حیات کی ضامن ہے جرائم کا انسداد (prevention) سزا کی سنگینی ہی میں ہے۔
آیت ۱۸۰---۱۸۷	وراثت کے بارے میں وصیت سے حصے مقرر کرنے کا حکم جبکہ آیت وراثت نازل نہیں ہوئی تھی۔ روزے کے احکام تقوے کی صفت پیدا کرنے کے لیے ہے۔ دعا کے لیے دل کی کیفیت کیسی ہونی چاہیے۔

آیت ۱۸۸---۱۸۹	لوگوں کے مال ناحق کھانا اور حُکّام کو رشوت دینا حرام ہے۔ چاند ذریعہ ہے عبادت کے اوقات کے تعین کا۔ حج کے تعلق سے رسومات و روایات کا بیان ، بدعات سے پرہیز کا حکم۔
آیت ۱۹۰---۱۹۵	صرف مقصد جنگ فی سبیل اللہ ہو۔ توحید کو مٹانا اور شرک کو پھیلانے کی کوشش کرنا فتنہ ہے اور فتنہ جنگ سے بدترین چیز ہے۔ جنگ کر کے مفسدوں کو قتل کرنا بہتر عمل ہے۔
آیت ۱۹۶---۲۰۳	مناسک حج بیان کیے گئے ہیں۔
آیت ۲۰۴---۲۰۶	اَخْنَس بن شُریق کا بیان۔
آیت ۲۰۷---۲۱۲	پورے طریقے سے داخل اسلام ہو جانا، جان کر غلطی نہ کرنا۔ نافرمانی کی قدرت کے باوجود فرمانبردار رہنا۔ اللہ کو بغیر دیکھے مان جانا، انعامات بنی اسرائیل کا بیان تاکہ اُمّت محمدیہ کو عبرت ہو کیونکہ وہ اُمّت منصب امامت والی اُمّت ہو گئی ہے۔ مومن کا مذاق مت اڑاؤ۔
آیت ۲۱۳---۲۱۴	آمَنّا کے ساتھ ہی طاغوت کے مزاحم شروع ہو جاتے ہیں۔ صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے۔ فلاح اور حصول جنت، مَشقّت تکالیف اور آزمائش سے بھری ہے۔

آیت ۲۱۵---۲۱۶	خرچ کتنا کریں؟ کیسے کریں؟ جنگ کو ناپسند مت کرو، جانو مال، اولاد کی قربانی سے رضاءِ الٰہی حاصل کرو، اچھا کیا ہے خیر کیا ہے شر کیا ہے ان سب باتوں کا اللہ کو ہی علم ہے۔
آیت ۲۱۷---۲۱۹	مرتد کی سزا۔ مؤمن کے ایمان اور اعمال صالح کی بدولت خطاؤں سے اللہ در گزر کرتا ہے، شراب اور جُوّا ترک کرنے کی چیزیں ہیں، راہ خدا میں خرچ کرو۔
آیت ۲۲۰---۲۲۳	یتیموں کے مال نہ کھاؤ، مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو اور مشرکوں کے نکاح میں مؤمن عورتوں کو مت دو، حیض کے بارے میں احکام، مباشرت سے کیا مقصد ہے۔
آیت ۲۲۴---۲۲۵	نیک کام ترک مت کرو اور اس پر اللہ کی قسمیں کھانا اور بُرا ہے۔ محض عداوت کی بنا پر یا بے ساختہ زبان سے قسم کے الفاظ نکل جانے سے قسم نہیں ہو جاتی اگر ایسا ہو گیا تو انہیں توڑ کر کفارہ ادا کرو۔
آیت ۲۲۶---۲۳۲	إیلاءؒ کا حکم (إیلاءؒ کے معنی قسم کھانے کے ہیں) طلاق کا حکم، مرد اور عورت کے حقوق، عدت، رجعت اور خلع کے تفصیلات۔

ISLAHI TOHFA

آیت ۲۳۳--۲۴۲	دودھ پلانے کی مدت، عدت وفات شوہر، نکاح کے بعد وصل سے قبل طلاق کے احکام، درمیان میں نماز کا بیان۔
آیت ۲۴۳---۲۵۱	موت سے مت بھاگو، قرض دیا کرو، موت و حیات، خوشحالی اور تنگ حالی، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے سو اللہ کے راہ میں دو۔ صبر و استقامت پر رہو۔ واقعات بنی اسرائیل سن کر عبرت حاصل کرو۔ اللہ کا قانون (سنت) یہ ہے کہ تم ہی میں سے مصلحین کے ذریعے مفسدین کو دنیا میں تباہ کرتا ہے۔
آیت ۲۵۲--۲۵۳	سارے قصے اور واقعات جو تم کو سنائیے گئے وہ حق ہیں یہ دلیل ہے کہ اپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ رسولوں کے درجات مختلف ہیں اور یہ اللہ کے علم میں ہیں اور رسول کسی کو جبراً دین پر لانے کے لیے نہیں ہے۔
آیت ۲۵۳---۲۶۰	مالی و جانی قربانیوں اور نیک اعمال وغیرہ اپنی زندگی میں اپنی موت سے قبل ہی کر لو۔مال کی محبت پھر اُس کی کشمکش اور سوچ سوچ میں اگر موت آگئی تو پچھتاوا کام نہ دیگا۔یوم قیامت بھاری پڑھ جائے گا۔آیت الکرسی میں ۱۰ جملے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنی توحید و صفات و عظمت کو بیان کیا ہے شرک و غلط اعتقادی کی تردید اور

ISLAHI TOHFA

شفاعت کی صحیح تفہیم کی گئی ہے اور یہ سب اسلامی اعتقاد کی بنیاد ہے۔ اسلامی اعتقاد جو بیان کیے گئے اس کے اختیار کرنے یا نہ کرنے میں کسی پر جبر نہیں ہے سرکش اور کافر کا اللہ مددگار نہیں ہے البتہ مؤمن کا مددگار ہے اور اس کو تاریکیوں سے نکالتا ہے اس کے تحت تین واقعات۔	
مفاد پرستی اور مادہ پرستی یہی ہے کہ آدمی اپنی ذاتی اعراض کے لیے دولت خرچ کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ مال کا خرچ اللہ کی راہ میں اخلاص اور بردباری چاہتا ہے۔ رِیاء سے دور رہو۔	آیت ۲۶۱---۲۷۴
سود کی لعنت، سود اور خیرات کا تقابل اور موازنہ۔	آیت ۲۷۵---۲۷۹
مقروض کے حالات کے تحت قرض معاف کر دینا بہتر ہے۔ بھول چوک سے بچنے کے لیے قرض وغیرہ کو لکھ لینا گواہی کے ساتھ بہتر ہے۔	آیت ۲۸۰---۲۸۴
اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور مؤمنین کے ایمان کی تعریف فرمائی ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تکمیل کے لیے تیار ہو گئے، پھر اللہ سے دعا کرنے کا طریقہ بتلایا گیا۔ (یہ آیت مکہ میں اُس وقت نازل ہوئی جبکہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا تھا۔)	آیت ۲۸۵---۲۸۶

وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف و جملہ معاونین و اہل و عیال کو اجر کثیر سے نوازے اور اس کتابچہ کو ان کی میزان میں حسنات کا ذخیرہ بنادے اور اس کا نفع عام فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کا یقین، عقل سلیم اور فکر مستقیم عطا فرمائے۔

مؤلف

قاری محمد ارشاد علی

مولوی عالم (نظامیہ) بی۔کام (عثمانیہ)

ڈی۔ایف۔ی۔ ناگپور کالج

مؤلف کتاب "اصلاحی تحفہ" خادم تدریس القرآن

باہتمام

صاحبزادہ محمد طاہر علی

ISLAHI TOHFA